مولانا محمد حبیب اللہ مختار

سیدی أنت حبیبی

فکیف الصبر عنک وأی صبر — لعطشان من الماء الزلال
ذهب الذین یعاش فی أکنافهم — وبقیت فی خلف کجلد الأجرب
ابکی الذین أذاقونی مودتهم — حتی إذا أیقظونی للهوی رقدوا

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

یہ غالباً ۱۹۵۳ء یا ۱۹۵۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن بندہ اپنے والد ماجد الحاج حکیم محمد مختار حسن خاں صاحب مدظلہ کے ہمراہ صبح سویرے مطب جا رہا تھا کہ سامنے سے سبیل والی مسجد کے قریب ایک نورانی صورت بزرگ کو تشریف لاتے دیکھا‘ وہ قبلہ والد صاحب مدظلہ سے نہایت بشاشت سے ملے۔ والد ماجد نے میرا تعارف کرایا اور میرے لئے دعا کی درخواست پیش کی۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، دعائیں دیں اور آگے چل دیئے‘ لیکن نہ معلوم ان کی شخصیت میں کس قسم کی مقناطیسی کشش تھی کہ جس نے مجھے اپنا زرخرید غلام بنالیا۔ نہ جانے ان کی نگاہوں میں کس غضب کی چمک تھی کہ میں ان کا ہی ہو کر رہ گیا:

نہ جانے کس ادا سے میری جانب اس نے دیکھا تھا — ابھی تک دل میں تاثیر نظر محسوس ہوتی ہے
درون سینہ من زخم بے نشاں زدہ — بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

میری زندگی کا یہ سب سے مبارک دن اور سعید ترین گھڑی تھی۔ میری یہ ان سے پہلی ملاقات تھی‘ لیکن کسے معلوم تھا کہ یہی ہستی میری زندگی کا ماحصل اور خوش بختی کا نقطہ آغاز بن جائے گی اور پھر مجھے اپنا شیدائی، فدائی، دیوانہ اور پروانہ بنا کر اچانک اس طرح روپوش ہو جائے گی کہ جس کو تلاش کرتے کرتے عمر نوح بھی تمام

نصیب ہوا۔ ۱۷ اکتوبر کو صبح فجر کی نماز کے بعد میں دفتر مدرسہ کی طرف آیا' خیال تھا کہ پنڈی فون کر کے خیریت معلوم کروں' لیکن یہ سوچ کر کہ اتنی صبح وہاں کون گیا ہوگا، فون کرنے سے رک گیا اور سوچا کہ کچھ دیر بعد فون کرلوں گا۔ کچھ دیر بعد پنڈی سے اس حادثۂ جانکاہ، روح فرسا، وحشت اثر خبر کی اطلاع آئی اور اس طرح وہ ذات جو دوسروں کو زندگی بخشتی تھی وہ آج صبح سوا پانچ بجے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے ایک عالم کو یتیم بنا گئی اور آفتاب رشد وہدایت جو بروز پنج شنبہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں مہابت آباد میں طلوع ہوا تھا۔ بروز دوشنبہ ۳ ذی القعدہ ۱۳۹۷ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو راولپنڈی میں غروب ہو گیا۔

جب یہ خبر کانوں کو پڑی تو یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنی جلدی اور پھر اچانک یہ کیسے ہوسکتا ہے' لیکن بار بار کے فون اور اطلاعات نے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا اور اس طرح سے ہتھیار ڈالنا پڑے کہ حواس ختم، عقل گم، زبان گنگ اور شعور معطل ہو گیا۔ پھر کچھ دیر تک تو ضبط کرنے کی کوشش کی:

ملکت دموع العین ثم رددتها إلی ناظری فالعین فی القلب تدمع

لیکن یہ سعی لا حاصل تھی اور جلد ہی صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک پڑا۔ آنکھوں سے آنسو، زبان سے آہیں جاری ہوگئیں۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، جامع مسجد نیوٹاؤن سے آہ و بکا، گریہ و نالہ کی دلخراش آوازیں آرہی تھیں، کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ ہر شخص اپنی جگہ پر مجسمۂ حیرت اور سراپا غم والم بنا ہوا تھا۔ واقعی اگر خدا کی طرف سے صبر نہ ملتا تو نہ معلوم کتنے دھڑکتے دل بند ہو جاتے' کتنے ہی مسکراتے چہرے ماند پڑ جاتے' کتنے گھرانے اجڑ جاتے، کتنے ہی بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتیں۔ درحقیقت یہ مصیبت ہی ایسی اندوہناک تھی:

صبت علی مصائب لو أنها صبت علی الأیام صرن لیالیا

صبرت علی مالو تحمل بعضه

جبال حنین أوشكت تتصدق

یہ روح فرسا، اندوہناک، وحشت ناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پاکستان میں پل بھر میں پھیل گئی اور ہزاروں عقیدت مند، لواحقین، متعلقین، اقرباء واعزہ، روحانی اولاد راولپنڈی میں جمع ہوگئی اور تین بجے حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جنازہ سے قبل غسل کے بعد جب دیدار کے لئے لوگوں کو موقع دیا گیا تو عینی شاہد بتلاتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انتہائی سکون کے عالم میں آرام فرما رہے ہیں' حسین وجمیل چہرہ اسی آب وتاب نور وسرور کے ساتھ ناظرین کے سامنے تھا اور:

نشان مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

جہاز کی خرابی کی وجہ سے جہاز کے روانہ ہونے میں تاخیر ہوتی رہی' بالآخر رات آٹھ بجے کے قریب جہاز آ گیا' جب جہاز رن وے پر رکا تو ہم لوگ وہیں کھڑے تھے۔ جہاز کے رکتے ہی جب ڈگمگاتے قدم آگے بڑھے تو دل بے قابو ہو رہا تھا' ٹھنڈا پسینہ جاری تھا اور آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہ لیتے تھے' اور اچانک ایسا چکر آیا کہ اگر قدم نہ رکتا تو گر جاتا۔ چند لمحوں بعد حواس قابو میں آئے تو پھر آگے بڑھے۔ اس وقت بجائے چمکتے روشن، پرنور چہرہ کے سفید تابوت سامنے تھا، جس کے آتے ہی ایک آہ و بکا کا بازار گرم ہو گیا، نہ معلوم مخلوق خدا کہاں سے امنڈ آئی تھی۔ اہالیان کراچی نے اتنا بڑا مجمع شاید کسی جنازہ میں نہ دیکھا ہوگا۔ ایئرپورٹ سے نہ معلوم کہاں تک موٹروں، ٹیکسیوں اور اسکوٹروں اور موٹر سائیکلوں پر سوگواروں، یتیموں اور پروانوں کا ایک ہجوم ہی ہجوم تھا۔ ہر آنکھ پرنم اور ہر دل شکستہ تھا۔ افتاں و خیزاں نیوٹاؤن پہنچے تو گاڑی اندر لانا مشکل ہو گیا۔ آدھے گھنٹے کی تگ و دو کے بعد تابوت گھر لے گئے' وہاں ایک کہرام برپا تھا۔ تابوت کھلا اور بے قرار دلوں کی بے قراری اور بڑھ گئی۔ آنسوؤں کی جھڑی اور تیز ہو گئی، آہ و بکا کی آواز سے فضا تھرانے لگی۔ بمشکل تمام جلدی جلدی جنازہ کا انتظام ہوا' چونکہ برادرم مولوی سید محمد بنوری نے پنڈی میں نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ اس لئے محترم جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے ان کی اجازت سے نماز جنازہ پڑھائی اور سوگواروں کا بے پناہ ہجوم پروانہ وار اس ذاتِ قدسی صفات کو اس کی آخری آرام گاہ کی طرف لے چلا، اور اس طرح وہ منبع نور جو زندگی بھر تو مسجد کے بائیں جانب قیام پذیر رہا۔ خدا نے اسے اب مسجد کی دائیں جانب منتقل کر دیا۔ جہاں ہر وقت سلام پڑھنے والوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

عشق رسول ﷺ کا یہ حال تھا کہ روضۂ اقدس (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی خاک پاک محفوظ کر رکھی تھی اور ساتھ ہی چراغ میں جلنے والا تیل اور بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا اور خانۂ خدا کی چھت کی لکڑی اور جس ملفوف میں یہ قیمتی اشیاء محفوظ کر رکھی تھی اس پر یہ وصیت تحریر فرما رکھی تھی کہ اس خاک پاک کو میری آنکھوں کا سرمہ، تیل کو کفن کا عطر، غلاف کعبہ کو کفن کی زینت اور خانہ خدا کی چھت کی لکڑی کو قبر میں رکھ دیا جائے۔ الحمد للہ! سب وصیتوں پر حسب ہدایت عمل کیا گیا۔

اور اس طرح سے ہمارے وہ شیخ جن سے ابھی ہم صحیح معنوں میں مستفید بھی نہ ہو سکے تھے کہ وہ ہماری ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے:

روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

ہم نے چاہا تھا نہ ہو لیکن ہوئی صبح فراق　　　موت کا جب وقت آتا ہے ٹلتا ہی نہیں

یہ مدام موسمِ گل کہاں کرے کوئی کیا گلۂ خزاں
یہ ستم ہے گردشِ آسمان بچے اس سے پیر وجواں نہیں

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کفِ دست ساقی چھلک پڑا
رہیں دل کی دل میں ہی حسرتیں کہ نشاں قضا نے مٹا دیا

افسوس کہ دل شوقِ حضور میں ہے بے تاب   دربان یہ کہتا ہے خبر ہو نہیں سکتی

لیکن نہیں:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

دھرتی نے جو بدلا رنگ تو کیا، تو اپنی نظر اوپر کو اٹھا
داتا کے کرم میں کیا ہے کمی، بدلی ہے وہی برسات وہی

اللهم اغفرله وارحمه، وعافه واعف عنه وأكرم نزله، ووسع مدخله، واجعله من ورثة جنة النعيم، واجعل مرقده روضة من رياض الجنة وأفض عليه من شآبيب رحمتك وعفوك ورضوانك،وغفرانك وأدخله الجنة جنة الفردوس بغير حساب، اللهم لاتحرنا أجره ولاتفتنا بعده، وأسقنا من علومه وبركاته وتقواه. آمين يارب العالمين بفضلك وكرمك وجودك وإحسانك:

ويرحم الله عبداً قال آمينا

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين برحمتك ياأرحم الرحمين

☆......☆......☆